البلاغ القاسمی

اسلام ہمارا پسندیدہ مذہب کیوں؟

مصنف

مولانا احمد حسین قاسمی حفظہ اللہ

PUBLICATIONS
AL IDRAAK — Naved Ahmad

اسلام ہمارا پسندیدہ مذہب کیوں؟ قسط 7

6/24/2026 04:17:00 AM

باسمہ تعالیٰ عز اسمہ

"" ""

____دلیل / 12 مذہب اسلام کی فوقیت____

____اعتدال کے اعتبار سے____

وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء ویکون الرسول علیکم شہیدا،

اور اسی طرح ہم نے تم کو معتدل امت بنایا ہے تاکہ تم گواہ بنو لوگوں پر اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

گواہ بنیں تم پر،

ـــــامت محمدیہ کا خاص اعتدالـــــ

ترمذی میں بروایت ابوسعید خدری آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے لفظ "وسط" کی تفسیر عدل سے کی گئی ہے، جو بہترین کے معنی میں آیا ہے،

اس آیت کریمہ میں امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام کی ایک عظیم امتیازی فضیلت و خصوصیت کا ذکر ہے کہ: وہ ایک معتدل امت بنائی گئی،اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ جس طرح ہم نے مسلمانوں کو وہ قبلہ عطا کیا جو سب سے اشرف و افضل ہے اسی طرح ہم نے امت اسلامیہ کو ایک خاص امتیازی فضیلت یہ عطاءکی ہے کہ اسکو ایک معتدل امت بنایا ہے جس کے نتیجہ میں ان کو میدان حشر میں یہ امتیاز حاصل ہوگا کہ سارے انبیاء علیہم السلام کی امتیں جب اپنے انبیاء کی ہدایت و تبلیغ سے مکر جائیں گی اور انکو جھٹلاکر یہ کہیں گی کہ ہمارے پاس نہ کوئی کتاب آئی نہ کسی نبی نے ہمیں کوئی ہدایت کی، اس وقت امت محمدیہ انبیاء علیہم السلام کی طرف سے گواہی میں پیش ہو گی اور یہ شہادت دے گی کہ انبیاء علیہم السلام نے ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائی ہوئی ہدایت ان کو پہنچائیں اور انکو صحیح راستہ پر لانےکی مقدور بھر پوری کوششیں کیں، تو تمام امتیں: امت محمدیہ کی گواہی پر یہ جرح کرینگی کہ اس امت کا تو ہمارے زمانے میں وجود بھی نہ تھا، اس کو ہمارے معاملات کی کیا خبر؟ اس کی گواہی ہمارے مقابلہ میں کیسے قبول کی جا سکتی

ہے؟ تو امت محمدیہ اس جرح کا یہ جواب دیگی کہ بیشک ہم اس وقت موجود نہ تھے ، مگر ان کے واقعات و حالات کی خبر ہمیں ایک ہمارے رسول مقبول صادق و مصدوق صلی أللہ علیہ والہ وسلم نے اور اللہ کی کتاب نے دی ہے، جس پر ہم ایمان لائے اور ان کی خبر کو اپنے معائنہ سے زیادہ وقیع اور سچا جانتے ہیں،اسلئے ہم اپنی شہادت میں حق بجانب اور سچے ہیں،تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیش ہوں گے اور ان گواہوں کا تزکیہ وتوثیق فرماییں گےکہ بیشک انہوں نےجو کچھ کہا ہے وہ صحیح ہے،اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری تعلیمات کے ذریعہ ان کو یہ صحیح حالات معلوم ہوئے ہیں، الغرض آیت مذکورہ میں امت محمدیہ کی اعلیٰ فضلیت وشرف کا راز یہ بتلایا گیا ہیکہ یہ امت معتدل امت بنائی گئی ہے اس لئے یہاں چند باتیں قابل غور ہیں،

ـــاعتدال امت کی مختصر تفصیلـــ

وصف اعتدال یہ وہ بنیادی اور اہم وصف ہے کہ جس پر انسان کی عظمت و شرافت کا مدار ہے، اسکی اہمیت کو پہلے ایک محسوس مثال سے دیکھئے کہ: دنیا کے اندر جتنے نئے اور پرانے طریقے جسمانی صحت و علاج کے لئے جاری ہیں، طب یونانی، ویدک، ایلو پیتھک، ہومیو پیتھک وغیرہ سب کے سب اس بات پرمتفق ہیں کہ بدن انسانی کی صحت اعتدال مزاج پر موقوف ہے،اور جہاں یہ اعتدال کسی جانب سے خلل پذیر ہو وہی بدن انسانی کا مرض ہے، انسان کابدن چار خلط خون، بلغم، سودا، صفرا، سے مرکب ہے اور انہیں چاروں اخلاط سے پیداشدہ چار کیفیات انسان

کے بدن میں ضروری ہیں گرمی، ٹھنڈک، خشکی اور تری، جسوقت تک یہ چاروں کیفیات مزاج انسانی کے مناسب حدود کے اندار معتدل رہتی ہیں تو یہی بدن انسانی کی صحت و تندرستی کہلاتی ہے، اور جہاں ان میں سے کوئی کیفیت مزاج انسانی کی حد سے زیادہ ہو جائے یا گھٹ جائے وہی مرض ہے، اور اگر اس کی اصلاح اور علاج نہ کیا جائے تو ایک حد میں پہنچ کر وہی موت کا پیام ہوجاتا ہے،

اب اس محسوس مثال کے بعد روحانیت اور اخلاقیات کی طرف آیئے تو معلوم ہوگا کہ ان میں بھی اعتدال اور بے اعتدالی کا یہی طر یقہ جاری ہے، انہیں کےاعتدال کانام روحانی صحت: اور بے اعتدالی کا نام روحانی اور اخلاقی مرض ہے، اور اس مرض کاعلاج کرکےاگر اعتدال پرنہ لایا جائے تو اسکا نتیجہ روحانی موت ہے،

اور یہ بات بھی کسی صاحب بصیرت انسان پر مخفی نہیں کہ جوہر انسانیت جس کی وجہ سے انسان ساری مخلوقات کا حاکم و مخدوم قرار دیا گیا ہے وہ اس کا بدن یا بدن کے اجزاء و اخلاط یا انکی کیفیات حرارت و برودت نہیں ہے، کیونکہ ان اجزاء وکیفیات میں تو دنیا کے سارے جانور بھی انسانیت کیساتھ شریک بلکہ انسانیت سے زیادہ حصہ رکھنے والے ہیں، البتہ جوہر انسانیت جسکی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات اور آقائے کائنات مانا گیا ہے وہ اس کے گوشت پوست اور حرارت و برودت وغیرہ سے بالاتر کوئی ایسی چیزہے جوانسان میں کامل اور اکمل طور پر موجود ہے، دوسری مخلوقات کو اس کا وہ درجہ حاصل نہیں، اور اس کا معین کرلینا بھی کوئی باریک اور مشکل کام نہیں

ہے، بلکہ وہ انسان کا روحانی اورباخلاقی کمال ہے جس نے اسکو مخدوم کائنات بنایا ہے، مولانا رومی نے خوب فرمایا ہے ،

آدمیت لحم وشحم و پوست نیست

آدمیت جزء رضائے دوست نیست

انسانیت گوشت پوست اور چربی کا نام نہیں ہے، دوست کی رضا مندی کے بغیر انسانیت کوئی چیز نہیں،،

اور اسی وجہ سے وہ انسان جو اپنے جوہر شرافت و فضیلت کی بےقدری کرکے اس کو ضائع کرتے ہیں انکے بارے میں فرمایا،

اینکہ می بینی خلاف آدم اند

نیستند آدم غلاف آدم اند

جو لوگ کہ تم لوگ دیکھ رہے ہو وہ خصائل آدمیت اور انسانیت کے خلاف ہیں یہ انسان نہیں ہیں صرف انسان کا غلاف میں ہیں،

اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ انسان کا جوہر شرافت اور مدار فضیلت اسکے روحانی اور اخلاقی کمالات ہیں، تو پھر انسان کامل کہلانے کا مستحق صرف وہی شخص ہوسکتا ہے جو جسمانی اعتدال کیساتھ روحانی واخلاقی اعتدال بھی رکھتا ہو، یہ کمال تمام انبیاء علیہم السلام کو خصوصیت کیساتھ عطا ہوتا ہے، اور ہمارے رسول کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں بھی سب سے زیادہ یہ کمال حاصل تھا، اس لئے انسان کامل کے اولین مصداق آپ صلی أللہ علیہ والہ وسلم ہی ہیں،.

اور جس طرح جسمانی علاج معالجہ کیلئے ہر زمانہ،اور ہر جگہ ہر بستی میں طبیب و ڈاکٹر اور دواؤں اور آلات کا ایک محکم نظام حق تعالیٰ شانہ نے قائم فرمایا ہوا ہے، اسی طرح روحانی علاج اور قوموں میں اخلاقی اعتدال پیدا کرنے کیلئے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بھیجے گئے، ان کے ساتھ آسمانی ہدایات بھیجی گئیں، اور بقدر ضرورت مادی طاقتیں بھی عطاء کی گئیں جن کے ذریعہ وہ یہ قانون اعتدال دنیا میں نافذ کر سکیں، اسی مضمون کو قرآن کریم میں اس طرح بیان فرمایا ہے ،

ولقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت وانزلنا معھم الکتٰب المیزان لیقوم الناس بالقسط، وانزلنا الحدید فیہ بأس شدید و منافع للناس،

یعنی ہم نے بھیجے ہیں اپنے رسول نشانیاں دے کر اور اتاری ان کے ساتھ کتاب اور ترازو تاکہ لوگ عدل و انصاف پر قائم ہوجائیں اور ہم نے اتارا لوہا اس میں سخت لڑائی ہے اور لوگوں کے کام چلتے ہیں،

اس میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بھیجنے اور ان پر کتابیں نازل کرنے کی حکمت یہی بتلائی ہے کہ وہ ان کے ذریعہ لوگوں میں اخلاقی اور عملی اعتدال پیدا کریں،

کتاب: اخلاقی و روحانی اعتدال پیدا کرنے کےلئے نازل کی گئی، اور ترازو معاملات لین دین میں عملی اعتدال پیدا کر نے کے لئے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ترازو سے مراد ہر پیغمبر کی شریعت ہو جس کے ذریعہ اعتدال حقیقی معلوم ہوتا ہے، اور عدل و انصاف قائم کیا جاسکتا ہے۔ اس تفصیل سے آپ نے یہ سمجھ لیا ہوگا کہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بھیجنے اور ان پر کتابیں نازل کرنے کی اصلی غرض و حکمت یہی ہے کہ قوموں کو اخلاقی اور عملی اعتدال پر قائم کیا جائے، یہی قوموں کی صحت مندی وتندرستی ہے،

ــــامت محمدیہ میں ہر قسم کا اعتدالــــ

اعتدال کی اہمیت جان لینے کے بعد اس بات میں کوئی خفاء نہیں رہ جاتا کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی جو فضلیت زیر نظر آیت"وکذلك جعلنکم امۃ وسطا" میں بیان کی گئی کہ ہم نے تمہیں ایک معتدل امت بنایا ہے یہ بولنےاور لکھنے میں توایک لفظ ہے، لیکن حقیقت کے اعتبار سے کسی قوم یا شخص میں جتنے کمالات اس دنیا میں ہو سکتے ہیں ان سب کے لئے حاوی اور جامع ہے،

اس میں امت محمدیہ کو معتدل امت فرما کر یہ بتلا دیا کہ انسان کاجوہر شرافت وفضیلت اس امت میں بدرجہ کمال موجود ہے، اور جس غرض کیلئے یہ آسمان وزمین کا سارا نظام ہے، جس کیلئے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور آسمانی کتابیں بھیجی گئی ہیں ، یہ امت مرحومہ اس میں ساری امتوں سے ممتاز اور افضل ہے،

قرآن عظیم الشان نے اس امت کے متعلق اس خاص وصف فضیلت کا بیان مختلف آیات میں مختلف عنوانات سے کیا ہے، سورۃ اعراف کے آخر میں ہے "وممن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون" یعنی ان لوگوں میں جنکو ہم نے پیدا کیا ہے ایک ایسی امت ہے جو سچی راہ بتلاتے ہیں اور اسکے موافق انصاف کرتے ہیں،

سورۃ آل عمران میں ارشاد ہے" کنتم خیر امۃ أخرجت للناس تأمرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ" تم سب امتوں میں بہتر ہو جو عالم میں بھیجی گئیں، حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور اللہ پر ایمان لاتے ہو، یعنی جس طرح تم کو سب رسولوں میں افضل رسول نصیب ہوئے، سب کتابوں میں جامع اور اکمل کتاب نصیب ہوئی، اسی طرح تم کو قوموں کا صحت مندانہ مزاج اور اعتدال بھی اس اعلیٰ پیمانے پر نصیب ہوا کہ تم سب امتوں میں بہتر ترین امت قرار پائے، تم پر علوم ومعارف کے دروازے کھول دئیے گئے ہیں،

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد" الدین النصیحۃ" کا یہی مطلب ہے کہ دین اس کا نام ہے کہ ہر ایک مسلمان دوسے سب مسلمانوں کی خیر خواہی کرے،

اعتدال امت محمدیہ موازنہ کے آئینہ میں

حقیقت یہ ہے کہ اس امت کے توسط و اعتدال کا ثبوت واقعات کی روشنی طویل تفصیل طلب ہے،البتہ چند

چیزیں بطور مثال کے دیگر امتوں کے ساتھ موازنہ کی شکل میں پیش کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے،

ـــــــاعتقادی اعتدالـــــــ

سب سے پہلے اعتقادی اور نظری اعتدال کو لے لیجئے تو پچھلی امتوں میں ایک طرف تو یہ نظر آئے گا کہ اللہ کے رسولوں کو اس کا بیٹا بنا لیا، اور انکی عبادت اور پرستش کرنے لگے" وقالت الیهود عزیرابن الله وقالت النصری المسیح ابن الله" اور دوسری طرف انہی قوموں کے دوسرے افراد کا یہ عالم بھی مشاہدہ میں آئیگاکہ: پیغمبران خدا کے مسلسل معجزات دیکھنے اور برتنے کے باوجود جب ان کا رسول انکو کسی جنگ و جہاد کی دعوت دیتا ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں "فاذھب انت و ربک فقاتلا انا ھھنا قعدون" یعنی جائیے آپ اور آپ کا پروردگار وہی مخالفین سےقتال کریں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں، کہیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ اپنےانبیاء کو خود ان کے ماننے والے طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتے ہیں۔

بخلاف امت محمدیہ کے کہ وہ ہر قرن ہر زمانے میں ایک طرف تو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ عشق ومحبت رکھتے ہیں کہ اسکے آگے اپنی جان و مال اور اولاد و آبرو سب کچھ قربان کر دیتے ہیں، اور دوسری طرف یہ اعتدال کہ رسول کو رسول اورخداکوخدا ہی سمجھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو باایں ہمہ کمالات و فضائل عبداللہ ورسولہ مانتے ہیں، وہ آپ کے مدائح ومناقب میں بھی یہ پیمانہ رکھتے ہیں جو قصیدہ بردہ میں فرمایا،

دع ما ادعتہ النصاریٰ فی نبیھم

واحکم بما شئت مدحاً فیہ واحتکم

یعنی اس کلمہ کفر کوچھوڑ دو جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں کہہ دیا کہ وہ "معاذ اللہ" خود خدا یاخدا کے بیٹے ہیں" اس کے سوا آپ کی مدح وثناء میں جوکچھ کہو وہ سب حق و صحیح ہے، یعنی" بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

ــــــعمل اور عبادت میں اعتدالــــــ

پچھلی امتوں میں ایک طرف تو یہ نظر آئےگا کہ اپنی شریعت کے احکام کو چند ٹکوں کے بدلے فروخت کیا جاتا ہے، رشوتیں لے کر آسمانی کتاب میں ترمیم کی جاتی ہے، یا غلط فتوے دئیے جاتے ہیں، اور طرح طرح کے حیلے بہانے کر کے شرعی احکام کو بدلا جاتا ہے، عبادت سے پیچھا چھڑایا جاتا ہے، اور دوسری طرف عبادت خانوں میں آپ کو ایسے لوگ بھی نظر آئینگے جنہوں نے ترک دنیا کرکے رہبانیت اختیار کر لیا، وہ خدا کی دی ہوئی حلال نعمتوں سے بھی اپنے آپ کو محروم رکھنے اور سختیاں جھیلنے کو ہی اپنے لئے عبادت و ثواب سمجھتے ہیں؛

امت محمدیہ نے اس کے بر خلاف ایک طرف رہبانیت کو انسانیت پر ظلم قرار دیا،اور دوسری طرف احکام خدا و رسول پر مرمٹنے کاجذبہ پیدا کیا، اور قیصر و کسریٰ کے تخت وتاج کے مالک بن گئے، اور دنیا کو یہ دکھلا دیا کہ دیانت و سیاست میں یادین ودنیامیں کوئی بیر نہیں، مذہب صرف مسجدوں اور خانقاہوں میں گوشہ نشینی کیلئے نہیں آیا، بلکہ اس کی حکمرانی گلیوں اور بازاروں پر

بھی ہے، دیہاتوں اور شہروں پر بھی ہے، ایوانوں اور عدالتوں پر، وزارتوں اور امارتوں پر بھی ہے، مذہب ہی بادشاہی میں فقیری اور فقیری میں بادشاہی کا ہنر سکھلاتا ہے،

ــــمعاشرتی اور تمدنی اعتدالــــــ

اس کے بعد معاشرت اور تمدن کو دیکھئے تو پچھلی امتوں میں آپ ایک طرف یہ بےاعتدالی دیکھینگےکہ انسانی حقوق کی کوئی پرواہ نہیں، حق ناحق سےکوئی بحث نہیں، اپنی اغراض کے خلاف جس کو دیکھا اسکوکچل ڈالنا، قتل کردینا، لوٹ لینا سب سے بڑا کمال گردانا جاتا ہے، ایک رئیس کی چراگاہ میں کسی دوسرے کا اونٹ گھس گیا، اور وہاں کچھ نقصان کر دیا تو عرب کی مشہور جنگ حرب بسوس مسلسل سو برس جاری رہی ہزاروں انسانوں کا خون ہوا، عورتوں کو انسانی حقوق دینا توکجا زندہ رہنے کی اجازت نہیں دی جاتی،کہیں بچپن ہی میں ان کو زندہ در گور کر دینےکی رسم تھی، تو کہیں مردہ شوہروں کے ساتھ ستی کرکے جلا ڈالنے کا رواج تھا، اس کے بالمقابل دوسری طرف یہ سفیہانہ رحم دلی کہ کیڑے مکو ڑوں کی ہتھیا کو بھی حرام سمجھیں جانوروں کے ذبیحہ کو حرام قرار دیں، خدا کے حلال کردہ جانوروں کے گوشت وپوست سے نفع اٹھانے کوظلم سمجھیں،

إس کے بر عکس امت محمدیہ اور اس کی شریعت نے ان سب بے اعتدالیوں کا خاتمہ کیا ایک طرف انسان کو انسان کے حقوق کی حفاظت سکھلائی، عورتوں کو مردوں کی

طرح حقوق عطا فرمائے، اور دوسری طرف ہر چیز کی حد مقرر فرمائی جس سے آگے بڑھنے اور پیچھے رہنے کو جرم قرار دیا، اور اپنے حقوق کے معاملہ میں درگذر اور عفو و چشم پوشی کا سبق سکھلایا، دوسروں کےحقوق کا پورا اہتمام کرنے کے آداب سکھلائے،

ــــــاقتصادی اور مالی اعتدالیــــــ

اسکے بعد دنیا کی ہر قوم وملت میں سب سے اہم مسئلہ معاشیات اوراقتصادیات کاہے اس میں بھی دوسری قوموں اور امتوں میں طرح طرح کی بےاعتدالیاں نظر آئیں،ایک طرف نظام سرمایہ داری ہے، جس میں حلال و حرام کی قیود سے اور دوسرے لوگوں کی خوشحالی یا بد حالی سے آنکھیں بند کرکے زیادہ سے زیادہ دولت جمع کر لینا سب سے بڑی انسانی فضیلت سمجھی جاتی ہے، تو دوسری طرف شخصی اور انفرادی ملکیت ہی کو سرے سے جرم قرار دیا جاتا ہے، اور غور وفکر کرنے سے دونوں اقتصادی نظاموں کا حاصل مال و دولت کی پرستش اور اسی کو مقصد زندگی سمجھنا اور اس کے لئے دوڑ دھوپ ہے،

امت محمدیہ اور اسکی شریعت نے اس میں بھی اعتدال کی عجیب و غریب صورت پیدا کی کہ: ایک طرف تو دولت کو مقصد زندگی بنانے سے منع فرمایا، اور انسانی عزت و شرافت یا کسی منصب وعہدہ کامدار اس پرنہیں رکھا، تو دوسری طرف تقسیم دولت کے ایسے پاکیزہ اصول مقرر کئے جن سے کوئی انسان ضروریات زندگی سے محروم نہ رہے، اور کوئی فرد ساری دولت کو نہ سمیٹ لے، قابل اشتراک

چیزوں کو مشترک اور وقف عام رکھا، مخصوص چیزوں میں انفرادی ملکیت کا مکمل احترام کیا، حلال مال کی فضیلت اس کے رکھنے اور استعمال کرنے کے صحیح طریقے بتلائے،

ــــــاحکام و اعمال میں اعتدالــــــ

شریعت اسلامیہ اور مذہب اسلام نے احکام واعمال کے اندربھی مکمل اعتدال رکھاہے،چنانچہ اس امت کے لئے تیمم کو مشروع کیا گیا کہ: اگر عبادت کے لئے وضو کرنا ہے اور پانی نہیں ہے، یا پانی ہے مگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے پانی کے استعمال پر قدرت نہیں ہے، تو اس امت مرحومہ کیلئےمٹی کو پانی کا قائم مقام قرار دیکر تیمم کی گنجائش رکھدی گئی، جب کہ پچھلی شریعتوں میں تیمم کا کوئی تصور نہیں تھا،

اسی طرح پچھلی امتوں کی عبادت صرف عبادت خانہ میں ہی ہوسکتی تھی عبادت خانہ سےباہر عبادت کی اجازت نہیں تھی، لیکن امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کے لئے پوری روئے زمین کو مسجد قرار دے دیا گیا کہ اگر نماز کا وقت ہو جائے اور مسجد میں جاکر با جماعت نماز ادا کرنے کا موقع نہیں ہے تو جہاں ہے، مکان میں دوکان میں، کھیت میں کھلیان میں، ٹرین میں ہوائی جہاز میں، خشکی میں تری میں غرض اینکہ جہاں ہو وہیں نماز پڑھلے، نماز بلاکراہت ادا ہو جائے گی،

نیز پچھلی شریعتوں میں مال غنیمت کوخود استعمال کرنا جائز نہیں تھا، بلکہ حکم یہ تھا کہ مال غنیمت کو ایک جگہ

جمع کردیا جاتا اور آسمان سے آگ آکر اسکو جلا دیتی، یہی جہاد فی سبیل اللہ کی مقبولیت کی علامت قرار پاتا، اور اگر آگ اگر نہ جلاتی تو اسکا مطلب یہ ہوتا کہ جہاد عند اللہ مقبول نہیں ہوا، لیکن اس امت مرحومہ علی صاحبھا الصلوۃ و السلام کے لئے مال غنیمت کو جائز اور حلال کر دیا گیا، الغرض:

الغرض: اس عنوان کی تفصیل اسقدر طویل ہے کہ ایک مستقل بیان چاہتی ہے، اس وقت بطور مثال کے چند نمونے اعتدال اور بے اعتدالی کے پیش کرنے تھے، اسکے لئے اتنا ہی کافی ہے، جس سے آیت مذکورہ کا مضمون واضح ہو گیا کہ امت محمدیہ کو ایک معتدل اور بہترین امت بنایا گیا ہے، یہ مذہب اسلام اورامت مسلمہ مرحومہ کا وہ خصوصی امتیاز ہے جو دنیا کے کسی اور دین و مذہب کو حاصل نہیں، اس لئے اسلام ہی ہمارا پسندیدہ مذہب ہے، فالحمد للہ علی ذالک

"" ""

دلیل /13 مذہب اسلام کی فوقیت

ــــآئین و قانون کے اعتبار سےــــ

انسان کا وجود چونکہ حادث وفانی اور زندگی محدود ہے، اس لئے اس کا علم وفہم بھی ناقص اورعقل و دانش بھی محدود ہے، لہذا انسان خواہ کتنا ہی عقلمند اور دانش مند ہو اور اپنے خدا داد علم و فہم سے خواہ کچھ بھی کر لے، کتنی ہی اونچی پرواز پر شہرت و ناموری کے پر تول لے، چاند و سورج پر قدم رکھ لے یا زھرہ ومریخ پر اپنا مسکن

بنالے، اس کا علم بہرحال بہت تھوڑا، فہم ناقص،اور عقل و دانش بہت محدود ہے، اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے"وما اوتیتم من العلم الا قلیلا"تمھیں بہت تھوڑا علم عطا کیا گیا ہے، اب ظاہر ہے کہ جب انسان کا علم وفہم تھوڑا اور عقل ودانش ناقص و محدود ہےتو پھر انسان جوکچھ بھی کریگا جو کچھ بھی سوچے گا اور جو کچھ بھی سمجھے گا، وہ اپنے علم وفہم اور عقل ودانش کے محدود دائرے میں ہی رہکر سوچے اور سمجھے گا، اور اسی محدود دائرے میں رہ کرہی بولے گا، اس کے آگے نہ وہ کچھ بول سکتا ہے، نہ سن سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے اور نہ کوئی فیصلہ کر سکتا ہے،

چنانچہ اسانی عقل ماضی کے اپنے تجربات و مشاہدات کی بنیاد پر یا پھر حال کے خد وخال کو پیش نظر رکھ کر اپنی خدا داد فکر و نظر، علم و فہم اور عقل مندی و دانش مندی کو بروئے کار لا کر مستقبل کے لئے جو لائحۂ عمل تیار کرتی ہے یاجو بھی آئین وقوانین مرتب کرتی ہے، بعض دفعہ تجربات و مشاہدات کی غلطی کی وجہ سے، اور کبھی کم علمی اور ناقص فہمی کی بنیادپر یا پھر جلد یا بدیر حالات زمانہ اور طبائع انسانی کی تبدیلی کئی ایسے معاملات سے نقاب کشائی کرتی ہے کہ عقل انسانی کا بنایا ہوا قانون و آئین ناقص و غیر مفید بلکہ مضر اور نقصاندہ ثابت ہونے لگتا ہے، بناء برایں قوانین انسانی میں تبدیلی یا کمی بیشی لابدی اورضروری ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ دنیاوی آئین وقوانین میں وقتا فوقتا ترمیم وتنسیخ لازمی طور پر کرنی ہی پڑتی ہے،

اس کے بر عکس اسلامی شریعت چونکہ اس ذات علام الغیوب کا بنایاہوا قانون وآئین ہےجس کےعلم قدیم ومحیط میں ماضی، حال، مستقبل، یکساں اور برابر ہیں، جو خالق کل کائنات اور مالک ارض و سموات ہے جو عالم الغیب و الشهادة ہے، جسکے علم و بصر سے ازل تا ابد کوئی ذرہ جزء لایتجزیٰ بھی باہر نہیں اس لئے اسلامی شریعت میں تا ابد کبھی کسی تبدیلی اور تغیر کی نہ کوئی حاجت ہے اور نہ گنجائش، اس لئے ہم بجا طورپر ببانگ دہل دعویٰ کر سکتے ہیں کہ اسلامی شریعت کوانسانی اور دنیاوی آئین وقوانین پر فوقیت اور برتری حاصل ہے" فالحمد للہ علی ذالک"

___اسلامی شریعت کوانسانی قوانین پر فوقیت وبرتری تین وجوہات سے حاصل ہے___

___نمبر1:- حال و مستقبل کے لحاظ سے___

اسلامی شریعت جس طرح ماضی میں صد فیصد قابل عمل تھی آج بھی بعینہ قابل عمل ہے، اور آئندہ بھی تا قیام قیامت ذرہ برابر بھی کسی قسم کی تبدیلی اور تغیر کے بغیر قابل عمل رہے گی"ان شاء أللہ" کیونکہ موجد شریعت اسلامیہ رب کائنات عالم الغیب و الشهادة نے قیامت تک کے سارے زمانوں کی اور قیامت تک آنے والی تمام قوموں اور نسلوں کے مزاج و طبائع کی مکمل رعایت رکھ کر اس کے جملہ آئین و قوانین کو مرتب کر کے تا ابد نا قابل ترمیم و تنسیخ بنا کر اپنی مقدس کتاب میں اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم کی مبارک زبان صادق و مصدوق سے اعلان کروا دیا "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم

نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" لہذا اسلامی شریعت تبدیلی ازمنہ اور تغییر طبائع انسانیہ کی ہر قسم اور ہرطرح کی تاثیر سے ہمیشہ ہمیش کے لئے پاک وصاف، اور مبراء و منزہ ہے، زمانہ اورطبائع کی تبدیلی کا کوئی بھی اثر شریعت اسلامیہ پر مرتب نہیں ہو سکتا،،

چنانچہ اسلامی شریعت کا انسانی زندگی کے ہر شعبے میں کامل و مکمل ہونا کسی قسم کی تبدیلی اور تغیر سے پاک وصاف اور نا قابل ترمیم وتنسیخ ہونا یہ سب شریعت مطہرہ اسلامیہ کے ایسے امتیازات اور ایسی خصوصیات ہیں کہ آج پوری دنیا بشمول یورپ آج کے موجودہ ترقی یافتہ سائنسی دور میں بھی طوعا و کرھا یا مجبورا اپنی معاشرتی زندگی میں، خصوصا عدالتی معاملات میں، حقوق انسانی، امن وسلامتی، اور عدل وانصاف کے اسلامی قوانین کو اپنانے میں ہی اپنے لئےخیر وعافیت سمجھتے ہیں اور اسلامی شریعت اور اس کے آئین و قوانین سے خوشہ چینی اور استفادہ پرمجبور ہے، جیساکہ امریکہ جو مخالفت اسلام ومسلمان میں سر فہرست اور ممتاز ہے، اس نے بھی جب سپریم کورٹ کی مرکزی عمارت تیار کی تو اس کے لاونج میں نبی پاک صلی اللہ علیہ و سلم کے بعض فرامین کو آرٹس کے انداز میں لکھوایا، جس کا مقصد یہ تھا کہ: مسلمانوں کے پیغمبر صلی اللہ علیہ و سلم نے عدل وانصاف کا اسقدر بول بالا کیا ہےکہ: آج کا انسان انکو خراج عقیدت اور تحسین پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا، اور یہ باور کرایا کہ اسلامی شریعت اور اس کا آئین ہی پوری انسانیت کےلئے قابل اتباع اور لائق تقلید ہے، لہذا اسلامی

شریعت انسانی آئین اور مادی قوانین پرفائق اور اس سے برتر ہے،زمانے کے اعتبار سے،

ــــــنمبر 2: مکان"مشرق ومغرب شمال و جنوب " کے اعتبار سےــــــ

انسان کا بنایا ہوا قانون و آئین یا تو کسی مخصوص خطہ اور علاقے کے لئے ہوتا ہے یا کسی مخصوص مملکت و ریاست کیلئے، یاکسی ایک متعین قوم وقبیلے کے لئے، یہی وجہ ہیکہ ایک مملکت اور ملک کا قانون دوسری مملکت و ریاست میں نہیں چل سکتا، ایک قوم و قبیلے کا بنایا ہوا قانون روسری قوم اور قبیلےکی تہذیب اورطبائع سے میل نہیں کھاتا،حتیٰ کہ ایک ہی ملک کے اپنے قانون میں شہر و قصبات، قریہ و دیہات، کا فرق وامتیاز لازمی ہوتا ہے، اس لئے کہ انسان کے اپنے بنائے ہوئے قانون میں اتنی وسعت ممکن نہیں کہ وہ تمام روئے زمین کے لئے، اور پوری انسانیت کے لئے عام اور یکساں طور پر مفید و سود مند ہو سکے،

جبکہ شریعت اسلامیہ پوری روئے زمین کے لئے عام وتام اور تا قیامت آنے والی ساری انسانیت کی فطرت و طبیعت اور مزاج کے عین مطابق ہے، ایک انسان دنیا کے کسی بھی کونے میں ہو ،شہری ہو یا دیہاتی، عالم ہو یا جاہل، بادشاہ ہو یا رعایا، غرضیکہ کوئی بھی عناد اور عصبیت سے خالی الذہن انسان یہ کبھی نہیں کہ سکتا کہ: شریعت اسلامیہ کا فلاں قانون یا فلاں حکم پر عمل کرنا میری طاقت و قدرت سے

باہر ہے، زمین کی مسافت اور مشرق و مغرب کا بعد بعید اسلامی شریعت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا،

ـــــنمبر 3/ معیارزندگی"امیروغریب" کے لحاظ سےـــــ

چنانچہ ہر با شعور صاحب بصیرت انسان جانتا اور سمجھتا ہے کہ انسانی قوانین میں معیار زندگی یعنی امیر وغر یب کا بھی کافی حد تک لحاظ ہوتا ہے، کتنی مراعات انسانی قوانین میں ایسی رکھی جاتی ہیں جن کو صرف امراء اور مالدار لوگ ہی حاصل کر سکتے ہیں، غریب انسان کو وہ مراعات نہیں ملتیں، جبکہ اسلامی شریعت میں معیار زندگی کا امیر وغریب کے اعتبار سے کوئی لحاظ نہیں، بلکہ شریعت کا ہرحکم عام ہے، امیر و غریب، آقا و غلام، بادشاہ و رعایا سب کیلئے ایک ہی حکم ہے، چنانچہ عبادات، معاملات، معاشرت، اور اخلاقیات اسی طرح حدود و قصاص اورتعزیرات، نیز جنگ وجدل صلح وآشتی، امن و سلامتی وغیرہ اجتماعی و انفرادی، کسی بھی معاملے میں امیر و غریب کا کوئی امتیاز نہیں، اور اسکی بہترین مثال وہ واقعہ ہے جو حدیث پاک کے اندر مذکور ہے کہ: فاطمہ نامی ایک خاتون نے چوری کی "اور شریعت اسلام میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے" معاملہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عدالت عادلہ میں پہونچا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شرعی ثبوت اور شہادت کی بنیاد پر اس عورت کےہاتھ کوکاٹ دیئے جانے کی سزا سنائی، اتفاق سے وہ خاتون ایک مالدار گھرانے سے تعلق رکھتی تھی،چنانچہ اس کے خاندان والے آئے اور حضرت

زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ"جو کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متبنی تھے ، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بہت چاھتے تھے" ان سے ملے اور ان سے درخواست کی کہ: آپ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عزت مآب میں سفارش کر دیجئے کہ ہماری بچی کو معاف فرما دیا جائے، اور ہاتھ نہ کاٹا جائے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کی درخواست کو قبول کر لیا، اور بارگاہ رسالت میں سفارش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ و سلم غضب ناک ہو گئے، اور ارشاد فرمایا زید تم مجھ سے شریعت کے معاملہ میں سفارش کرتے ہو، خدا کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد بھی (العیاذ باللہ) چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا، اس سے بخوبی جانا اور سمجھا جا سکتا ہے کہ اسلامی شریعت میں معیار زندگی کے لحاظ سے امیر وغریب کا کوئی فرق و امتیاز نہیں بلکہ قانون شریعت امیر وغریب سب کے لئے یکساں اور برابر ہے، یہاں ایک چرواہےکا بیٹا شراب پئے تو اس کو بھی اسی کوڑے لگیں گے، اور حاکم وقت یا بادشاہ کا بیٹا پئے تو اسکو بھی اسی ہی کوڑے لگیں گے، حاکم وقت یابادشاہ کا بیٹا ہونے کیوجہ سے اسی کی جگہ اناسی کوڑے بھی نہیں ہو سکتے،

سیدنا حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر تھے، انکے صاحبزادے نے ایک نوجوان سے گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کیا، نوجوان مقابلہ میں جیت گیا تو حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے اس نوجوان کو کوڑا مار دیا، اس کے باپ نے امیر المومنین حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور انکے صاحبزادے کو طلب فرمایا، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھی ڈانٹا اور فرمایا تم نے یہی تربیت کی ہے؟ اور پھر اس نوجوان کے ہاتھ میں کوڑا دیکر فرمایا اپنا انتقام لو اور اس کے چہرے پر مارو، یہ ہے قانون اسلام جو امیر و غریب سب کے لئے یکساں ہے،

بہرحال! خلاصہ یہ کہ اسلامی شریعت کو انسانی قوانین پر ہر اعتبار سے فوقیت اور برتری حاصل ہے، اس لئے اسلام ہمارا پسندیدہ مذہب ہے،

اصلاحی مضامین

Post a Comment

Powered by Blogger

Theme images by Maliketh

© 2026 AL BALAGH AL QASMI. All Rights Reserved.

8